''اگر آپ کو ان کا اعراض شاق گزر رہا ہے تو اگر آپ میں طاقت ہے تو زمین میں کوئی سرنگ لگالیں یا آسمان میں کوئی سیڑھی لگالیں اور اس طرح اُن کے لئے کوئی نشانی (معجزہ) لے آئیں۔(اللہ کی تو یہ چاہت نہیں) کیونکہ اگر وہ چاہے تو آنِ واحد میں ان سب کو نیک بنادے۔تو آپؐ جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہو جائیں''۔

یہ ترجمہ کرتے وقت زبان لرزتی ہے مگر اللہ کی شان تو بہت بلند ہے۔مخلوق کا بڑے سے بڑا بھی اس کا بندہ' تابع فرمان اور محتاج ہے۔یہی لفظ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ذکر میں استعمال کیا جنہوں نے ساڑھے نوسو (۹۵۰) سال تک دعوت پھیلائی اور حق تبلیغ ادا کر دیا۔تو جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے یہ بات مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے گی کہ اللہ قادر مطلق اور معبودِ برحق ہے اور مخلوق کا ہر چھوٹا بڑا اُس کا عبد اور فرماں بردار ہے۔

الغرض ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اپنی پسند و ناپسند اور مدح و ذم میں غلو کی فطری کمزوری پر قابو پائیں' حق بات کو قبول کریں' عدل کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔اسلام دینِ توحید ہے اور توحید کا یہ تقاضا ہے کہ مخلوق کے کسی فرد کو خالق کی صفات سے متصف کر کے اس کے سامنے کھڑا نہ کریں۔ایسا نہ ہو کہ شرک سے آلودہ ہونے کی بنا پر ساری نیکیاں کالعدم قرار پا جائیں۔خبردار رہیں' کیونکہ کچھ ایمان والے ایسے ہیں جو مشرک بھی ہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف) ''اور ان میں سے نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شرک بھی کرتے ہیں''۔ہم عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم ایمان دار ہونے کے باوجود شرک کا ارتکاب تو نہیں کر رہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ کو واقعی بے مثل اور بے مثال مانیں اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول تسلیم کرتے ہوئے انہیں اللہ کے مدمقابل کھڑا کرنے کی جسارت نہ کریں۔

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 20 روپے اشاعت عام: 10 روپے

حافظ احمد یارؒ' قرآن کا عالم وخادم

تحریر: ڈاکٹر قاری محمد طاہر ☆

حافظ احمد یار مرحوم ومغفور کو قرآن حکیم سے تعلق ہی نہیں بلکہ عشق تھا' ایسا عشق جو کسی ایک جہت یا ایک سمت میں محدود نہیں' بلکہ علومِ قرآن کی طرح لامحدود' ان گنت اور لا احصے ہے۔ اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت' قراءت' سماعت' کتابت' طباعت' ترجمہ وتشریح' فہم' تعمیل وتشویق' توثیق بالعمل اور دورِ حاضر کے جدید آلات کے تناظر میں قرآن حکیم کی آڈیو وڈیو کی تلاش وجستجو' سب تعلق بالقرآن اور عشق بالقرآن ہی کے عنوانات ہیں۔

حافظ صاحب کی ذات ان تمام عنوانات کا مجموعہ تھی۔ انہی عنوانات پر مشتمل ان کی ذاتی لائبریری بہت بڑا علمی ذخیرہ ہے' جس میں قرآنی علوم سے متعلق کتب مطبوعہ' کتب غیر مطبوعہ' مخطوطات ومحفوظات موجود ہیں' جو ان کے ذوق قرآن اور عشق قرآنی کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ حافظ صاحب کی یہ لائبریری' جو اُن کے مسکن اچھرہ میں موجود ہے' قرآن حکیم کے حوالے سے بڑی بڑی لائبریریوں پر بھاری ہے' کیونکہ بڑی لائبریری کا معیار کتابوں کی تعداد پر کبھی نہیں ہوتا' نادر الوجود کتب ہی سے لائبریری کے وزن اور قد کاٹھ کا اندازہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب کو قرآن حکیم کے مختلف نسخے جمع کرنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ آپ مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں طبع ہونے والے مصاحف بڑی جستجو' بڑی لگن اور محنت سے حاصل کرتے اور اسے اپنے ذخیرۂ کتب کی زینت بناتے تھے۔ ذاتی کتب کی دو تین الماریاں ایسے ہی نادر الوجود مصاحف سے مملو ہیں۔ ایک خطی نسخہ جو بہت ہی خوبصورت خطاطی کا نمونہ ہے' ان کی لائبریری میں محفوظ ہے جس کے بارے میں ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ یہ نسخہ ہمارے خاندان میں توارث سے پہنچا۔ حافظ صاحب اس کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ کئی سو برس سے خاندانی ورثہ میں مجھے منتقل ہوا ہے۔ یہ نسخہ انتہائی قابل دید ہے۔ کاغذ کی بوسیدگی وتمزیق کے خطرہ کے پیشِ نظر حافظ صاحب نے اس کے ہر ہر کاغذ کو مومیائی

☆ مدیر ماہنامہ ''التجوید'' فیصل آباد

طریق پر محفوظ کرلیا ہے۔

۶۳۔۱۹۶۲ء میں حافظ صاحب اسلامیہ کالج' سول لائنز میں بطور استاد تعینات تھے۔ اسی دوران آپ نے قرآن حکیم کے مختلف نسخوں کی نمائش کا اہتمام کیا۔آپ نے ذاتی طور پر پبلشر حضرات سے رابطے کئے' اور ذاتی تعلق سے لوگوں کے پاس نادر الوجود مصاحف کو نمائش میں جمع کیا۔ یہ تمام مصاحف چونکہ عارضی طور پر اور عاریتاً حاصل کئے گئے تھے' ان کا واپس کیا جانا ضروری تھا' لیکن حافظ صاحب کا ذوقِ قرآنی تقاضا کرتا تھا کہ یہ سب مختلف النوع نسخے ان کی ملکیت ہوں۔ اپنے اس ذوق کی تسکین کی شکل انہوں نے یہ نکالی کہ ان تمام مصاحف کی مائیکروویو فلمیں کثیر رقم خرچ کر کے بنوائیں۔

حافظ صاحب کا تعلق بالقرآن ایک نشست یا ایک مضمون کا موضوع نہیں' بلکہ پوری کتاب کا عنوان ہے' جس کے تمام پہلوؤں کے احصاء کے لئے مستقل تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔آپ کے ذاتی ذخیرے میں کچھ مصاحف بھی ایسے ہیں جن پر آپ نے اپنے قلمی نوٹس بھی تحریر کئے ہیں۔ ان نوٹس کی مدد سے آپ کے ذہنی اور تخیلاتی میلانات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حافظ صاحب کے قلم سے نکلی تحریریں کتاب کی شکل میں ہوں یا مضامین کی شکل میں' سب کا مرکزی موضوع قرآن اور متعلقاتِ قرآن ہی ہے۔ اس حوالے سے آپ نے ایک کتاب ''دین وادب'' کے نام سے لکھی۔ کتاب پر پیش لفظ کے عنوان سے آپ لکھتے ہیں:

> ''یہ تعلّی نہیں' ایک حقیقت ہے کہ الملل والنحل کی فصل آرا والعرب فی الجاھلیۃ کے متن کی صحت و تحقیق اور اس کے معانی و مطالب سے متعلق مشکلات کی صحیح عقدہ کشائی میں اس کتاب اور صرف اس کتاب کو ہی شرفِ سبقت حاصل ہے''۔

اس کتاب میں آپ نے ''مقدمہ مطالعۂ قرآن'' کے عنوان سے درج ذیل موضوعات پر بڑی مفصل اور دقیق بحثیں کی ہیں:

نزولِ قرآن' تدوین وحفاظت قرآن' ترتیب آیات وسُوَر' مکی ومدنی سورتیں اور ان کی خصوصیات' قرآن کا اسلوب بیان اور اس کی زبان' اعجاز القرآن' اہمیت قرآن' فنِ تفسیر اور دورِ اوّل کی اہم تفاسیر۔

اس کے بعد مطالعۂ قرآن کے عنوان کے تحت آپ نے سورۃ آل عمران کا ترجمہ وتفسیر تحریر کیا ہے۔ حقانیت قرآن کے حوالے سے آپ نے بالکل منفرد انداز میں بحث کو پھیلایا اور

سمیٹا ہے جس سے قاری قرآنی تاریخ کی ہمہ جہت سے روشناس ہوتا چلا جاتا ہے اور قرآن کی حفاظت و حقانیت واضح ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ پورا حصہ اس قابل ہے کہ اسے مذکورہ نصاب سے علیحدہ کر کے عام استفادے کے لئے شائع کیا جائے۔ حافظ صاحب نے یہ کتاب اسلامیہ کالج لاہور کے زمانۂ تعلیم و تدریس کے دوران لکھی تھی۔ کتاب پر ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۳ء کی تاریخ مندرج ہے۔

قرآن کے حوالے سے حافظ صاحب کی دوسری اہم ترین تصنیف ''دستورِ حیا'' کے نام سے ہے جو دراصل سورۃ النساء کی تفسیر و تشریح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب رفیق مطبوعات' اردو بازار لاہور کی طرف سے ۱۹۶۴ء میں شائع کی گئی۔ اس کتاب کو آپ نے جامعہ محمدی' ضلع جھنگ کے نام منسوب کیا ہے۔ شروع کے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے: ''اھداء...... مادرِ علمی جامعہ محمدی' ضلع جھنگ کے نام جس کے پاکیزہ دینی و علمی ماحول کے اثرات میرے لئے مشعلِ راہ بنے۔ خاکپائے ابرار حافظ احمد یار''۔

کتاب کا دیباچہ آپ نے ۲۶/دسمبر ۱۹۶۴ء کو تحریر فرمایا۔ اپنے مضامین کے اعتبار سے یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ یہ وہی زمانہ ہے جب پاکستان میں عائلی قوانین کے بارے میں بحث بڑے زور و شور سے جاری تھی۔ علماء کا ایک طبقہ حکومت کی طرف سے منظور کردہ اور نافذ کردہ عائلی قوانین کو یکسر خلافِ شریعت قرار دیتا تھا' جبکہ حکومت اور خواتین کی بعض انجمنیں' مثلاً ''اپوا'' قوانین کو عینِ اسلام قرار دے کر نافذ کرنے کے حق میں تھیں۔ اس ماحول میں حافظ صاحب نے سورۃ النساء کی تفسیر لکھی اور اس موضوع پر خوب تحقیقی بحث کی۔

آپ نے شروع میں سورۃ کا تعارف دیا' جس میں سورت کا زمانۂ نزول' تاریخی پس منظر اور اس کے مضامین کے اجمالی خاکہ و ترجمہ کے سلسلے میں آپ خود لکھتے ہیں:

> ''ترجمہ میں تمام رائج الوقت تراجم و تفاسیر کی خوبیوں کو یکجا کرنے کے لئے ایک نیا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ بین السطور ترجمہ زیادہ سے زیادہ لفظی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ متن کے ساتھ عمودی کالم میں بامحاورہ اور شستہ اور مربوط مسلسل ترجمہ دیا گیا ہے''۔

تراجم کے سلسلے میں جن کتب سے آپ نے مدد لی' وہ حسب ذیل ہیں:

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ' آقائے معز ایرانی' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر' مولوی نذیر احمد' مولانا محمود حسن' مولانا احمد رضا خان' میرزا حیرت کے اردو تراجم قرآن۔

تفسیر کے حوالے سے جن تفاسیر کو آپ نے سامنے رکھا ان میں تفسیر حقانی' تفسیر ماجدی' تفہیم القرآن اور مفہوم القرآن کے حوالے نمایاں ہیں۔ یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ حافظ صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تحقیقی ذہن ودیعت فرمایا تھا۔ کوئی ایسی بات نہ کہتے نہ لکھتے جس کے بارے میں معلوم و موجود مصادر سے پوری طرح مدد لے کر اپنی رائے قائم نہ کر لیں۔

اہل علم کے لئے یہ بات ہرگز مخفی نہیں کہ قرآن مجید کی کتابت کے لئے رسمِ عثمانی کی پابندی لازمی ہے۔ جو مصحف اس پابندی سے عاری ہو گا محرف تصور ہو گا۔ رسمِ عثمانی بہت سے مقامات پر رسمِ عادی سے مختلف ہے' مثلاً کلمہ رحمان رسمِ عادی میں رحمان یعنی میم کے بعد الف سے لکھا جاتا ہے' لیکن رسم عثمانی میں رحمٰن میم پر کھڑی زبر سے لکھا جاتا ہے۔ زوالِ علم ایسا ہوا کہ لوگ رسم عثمانی سے بالکل نابلد ہو گئے' حتیٰ کہ پاکستان کی بڑی بڑی جامعات اور دینی مدارس تک اس علم سے خالی ہیں۔ محض ''زیر' زبر'' کی اغلاط ہی کو صحت قرآنی کا حوالہ سمجھ لیا گیا ہے۔

خدمتِ قرآنی کے حوالے سے حافظ صاحب مرحوم کا اہم ترین کارنامہ آپ کے وہ مضامین ہیں جو آپ نے صحت متن قرآن کے حوالے سے تحریر فرمائے۔ ان میں سب سے پہلا مضمون آپ نے ۱۹۸۵ء میں تحریر کیا جو فکر و نظر کی جلد نمبر ۲۳' شمارہ نمبر ۴ میں شائع ہوا۔ عنوان تھا: ''پاکستان میں رسم عثمانی پر مبنی نسخہ قرآن کی اشاعت کی ضرورت''۔

اس مضمون میں حافظ صاحب مرحوم نے لکھا کہ قرآن مجید کی حفاظت کے سلسلے میں اوّل تا آخر دو عوامل کارفرما رہے' ایک درست قراءت اور دوسرے کتابت۔ حضرت عثمان ﷛ نے سب سے پہلے کتابت مصحف کا سرکاری طور پر اہتمام فرمایا۔ یہ بات طے ہو گئی کہ آئندہ قیامت تک کتابت قرآن میں رسمِ عثمانی کا اتباع لازم ہے۔ پھر علاماتِ ضبط وغیرہ بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ کچھ عرصہ بعد قرآن کی طباعت ایک منافع بخش کاروبار بن گیا اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں بعض غیر مسلم بھی اس کاروبار میں چلے آئے اور اس طرح رسم عثمانی کی پابندی تو کجا' علاماتِ ضبط میں بھی اغلاط زیادہ ہونے لگیں۔ البتہ بعض ناشرین نے اس بات کا اہتمام کیا کہ اغلاط سے مبرا قرآن حکیم شائع کیا جائے۔ اس میں ان کے نزدیک انجمن حمایتِ اسلام کی کوششیں بہت قابلِ قدر ہیں۔

رسم عثمانی سے انحراف کی بنا پر حکومتِ سعودی عرب نے برصغیر میں شائع ہونے والے مصاحف کا داخلہ حرمین الشریفین میں ممنوع قرار دے دیا۔

حافظ صاحب کے بقول اس وقت عالم یہ ہے کہ علامات ضبط ہی کو لوگوں نے رسم عثمانی خیال کر لیا ہے جو سراسر غلط ہے۔ لہٰذا انہوں نے حکومتِ پاکستان کی توجہ اس جانب مبذول کرنے کی کوشش کی کہ ایک معیاری نسخہ رسم عثمانی کے اتباع میں مرتب کر کے شائع کرے۔

حافظ صاحب کا یہ انتباہ بڑا اہم اور بڑا بروقت تھا۔ اس مضمون کے آخر میں آپ نے واضح طور پر لکھا:

> ''پاکستان میں رسم عثمانی پر مبنی مصحف کی اشاعت کے کام کی آج اتنی ہی شدید ضرورت ہے جیسی مصحف عثمانی کی تیاری کے لئے پیش آئی تھی''۔
>
> (''فکر ونظر'' اپریل تا جون ۱۹۸۵ء)

اس سلسلے کا دوسرا مفصل مضمون حافظ صاحب نے ۱۹۸۷ء میں تحریر فرمایا جس کا عنوان ''کتابت مصاحف اور علم الضبط'' تھا۔ ملک کے معروف تحقیقی جریدہ سہ ماہی ''فکر ونظر'' کی اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء اسی مضمون پر مشتمل ہے جو ٹائپ میں بڑی تقطیع کے ستتر (۷۷) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ پورا مضمون بہت علمی ہے جس میں علم الضبط کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک میں مستعمل رموزِ ضبط کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ مضمون پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ علم الضبط ممالک اسلامیہ میں یکساں نہیں بلکہ ہر علاقے کا مختلف ہے' جو وہاں کے لوگوں کی سہولت کے لئے اختیار کیا گیا ہے' جس سے اس علاقے کے لوگ مانوس ہیں جس کے لئے وہ وضع کیا گیا یا وضع ہو گیا۔ لہٰذا ضبط کے اختلاف سے حفاظتِ قرآن ہرگز متاثر نہیں ہوتی۔ ایسا سمجھنا عدم واقفیت کی علامت ہے۔

اسی سلسلے کا اگلا مضمون آپ نے ۱۹۸۸ء میں تحریر کیا جو کہ ''فکر ونظر'' اپریل تا جون ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ اس کا عنوان ''کتابت مصاحف اور علم الرسم'' تھا۔ یہ مضمون بھی خاصا طویل ہے۔ اس مضمون میں حافظ صاحب مرحوم نے علم رسم کی تعریف و توضیح بھی کی ہے اور اس حوالے سے علماء کے مختلف مواقف و نظریات کو زیر بحث لانے کے بعد منطقی استدلال فرماتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ حافظ صاحب مرحوم نے جس خطرے کا احساس ۱۹۸۵ء میں کیا تھا اور جس سے بچنے کے لئے اسلامی حکومتوں کو عموماً اور حکومتِ پاکستان کو خصوصاً جو تجاویز دی تھیں' وہ خطرہ ۱۹۹۹ء میں درست ثابت ہوا اور رسم عثمانی کا علم نہ ہونے کی بنا پر پاکستان کے ایک عالم دین نے ''قرآن مجید تحریف کی زد میں'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ چونکہ موصوف علم الرسم اور علم الضبط سے نابلد تھے چنانچہ انہوں نے علامات ضبط